عبدالرشید ارشد، جوہرآباد

نچلی سطح تک اقتدار کی منتقلی۔ ناکام تجربے کو دہرانا

عقلمند اس نقطے پر اتفاق کرتے ہیں کہ تاریخ جس کا دوسرا نام ماضی ہے مستقبل کا راستہ سنوارنے کے کام آتی ہے جو تاریخ سے سبق لے کر اپنا حال سنوارتے ہیں۔ وہ مستقبل کی نسل کو درخشندگی سے نوازتے ہیں۔ مگر عقلمندی کے دعویٰ کے ساتھ، "آزمودہ را آزمودن جہل است" کے مصداق، ہمارے جنرل بنیادی جمہوریت کے ناکام تجربے کو دہرانے پر مصر ہیں اور مبلغ علم کی انتہا یہ کہ، نچلی سطح تک اقتدار کا چیف ایگزیکٹو کو سبز باغ دکھانے والے کے اپنے دفتر میں لگے نقشے پر مرید کے اور شیخوپورہ بھارتی علاقہ دکھایا گیا ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کی سرحدوں کے محافظ اگر سرحدوں کی حقیقت سے غافل رہیں تو پھر ملک کا خدا ہی حافظ ہے اور ایسے بے خبر مشیر اگر اقتدار کو نچلی سطح تک منتقل کرنے کا منصوبہ بنائیں تو سمجھ لیجئے کہ جس طرح پاکستان کی حدود سے مرید کے اور شیخوپورہ نکل گیا اسی طرح اور اسی رفتار سے اقتدار کو بھی راہ دکھائی جا رہی ہے۔ محافظوں کو اپنے زیر حفاظت علاقہ کے ایک ایک انچ کی خبر ہوتی ہے۔

نچلی سطح تک اقتدار کی منتقلی کا پہلا تجربہ بھی ایک فوجی جنرل نے کیا تھا اور بندر کے ہاتھ ماچس دینے کے مصداق اقتدار ان کو بخشنے کی کوشش کی تھی جنہیں اقتدار کے معنی تک معلوم نہ تھے۔ گنتی کے افراد کو چھوڑ کر عملاً یہ اقتدار میٹرک یا ایف اے پاس سیکرٹری یونین کونسل کے پاس تھا یا تحصیل کی سطح پر بنیادی جمہوریت کے افسر کے پاس منتخب نمائندے نہ تو قوانین و ضوابط سے واقف تھے اور نہ ہی ان میں ان کے استعمال کا شعور و داعیہ تھا کہ ان پڑھ یا کم پڑھے لکھے ہونے کے ساتھ برادری کے تعصب سے مبرا نہ تھے۔

راقم نے بنیادی جمہوریت کے نظام کو بہت ہی قریب سے دیکھا اور پرکھا کہ چیئرمین صاحبان ممبران اور سیکرٹری حضرات کی پانچ پانچ روزہ تربیت کے حوالے سے، ان کے اقتدار سے فیض یاب ہونے کے معیار کو بھی قریب سے دیکھا بنیادی جمہوری اداروں سے یہ ربط کم و بیش اڑھائی سال تک قائم رہا اور کسی ایک جگہ بھی اقتدار کی نچلی سطح کے فیوض و برکات نہ دیکھے جا سکے بلکہ اس کے برعکس بڑھتی چڑھتی شکررنجیاں دیکھنے کو ملیں۔

لاکھ دعوے کئے جائیں کہ موجودہ مجوزہ طریق انتقالِ اقتدار مختلف نوعیت کا ہے مگر عملاً یہ نئی بوتل میں پرانی شراب ہی ہے جس کا زہر پہلے ہر کوئی چکھ چکا ہے۔ جو کرپشن پہلے ایک دائرے میں محدود تھی اس کا دائرہ گاؤں کی سطح کے ممبر تک وسیع کر دیا گیا کہ وہ بھی بہتی گنگا میں ہاتھ دھو لیں۔

کہتے ہیں کسی چودھری کا ملازم بھینسوں کے دودھ میں سے ایک آدھ کلو پی جاتا تھا، چودھری صاحب بڑے جزبز تھے کسی دوست سے دکھ بیان کیا تو انہوں نے مشورہ دیا کہ اس پر ایک نگران رکھ لو وہ چوری پکڑے گا۔ چودھری صاحب نے ملازم سے زیادہ معاوضے پر نگران بھرتی کیا تو دودھ مزید کلو کم ہونا شروع ہو گیا چودھری صاحب کی پریشانی میں اضافہ ہوا پھر مشورہ کیا تجویز سامنے آئی کہ دونوں کی چوری پکڑنے کے لئے ایک سپروائزر بھرتی کر لو۔ چنانچہ سپروائزر رکھا گیا مگر شومئی قسمت کہ دودھ کی مقدار بڑھنے کے بجائے مزید کم ہو گئی۔ بادل نخواستہ چودھری کو دونوں نگران فارغ کر کے پہلے ملازم کے ہاتھوں ایک کلو دودھ کا خسارہ برداشت کرنا بھلا لگا۔ یہی ثمرات اقتدار کی نچلی سطح کے ہیں۔ کوئی بتادے کہ کس گاؤں کا سولنگ معیاری ہے اور اصل رقم درست خرچ ہوئی ہے یا کونسی نالیاں یا

واٹر سپلائی درست ہے رقم مکمل خرچ ہوئی ہے؟ عوام میں تعلیم اور شعور پہلی ضرورت ہے۔ مگر ہمارا نظام تعلیم شعور منتقل کرنے کے معاملے میں قطعاً بانجھ ہے۔

موجودہ مجوزہ نچلی سطح تک اقتدار منتخب نمائندوں اور مختلف محکمہ جات کے افسران میں تعمیری اشتراک عمل کے بجائے رقابت بلکہ کچھ اس سے بھی آگے پیدا کرے گا۔ مراتب کا احترام جو پہلے بھی کم دیکھنے کو ملتا ہے مزید ختم ہو جائے گا۔ افسر شاہی جو ملکی سطح پر بدنام ہے وہ کوئی الگ مخلوق نہیں ہے ہمارے ہی معاشرے میں سے ہے۔ معاشرہ جس سطح پر استوار ہو گا اس طرز کی افسر شاہی ہو گی۔ معاشرہ میں نہ تو ہر فرد فرشتہ ہے اور نہ ہی ابلیس اسی طرح سرکاری اہلکاران نہ تو فرشتوں کی جماعت ہے اور نہ ہی کاملاً شیاطین کا ٹولا ہے۔

دین فطرت کے داعی رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے کرپشن کے حوالے سے یا بنیادی معاشرتی خرابی کے حوالے سے، مثلاً ایک بات فرمائی کہ "الراشی والمرتشی فی النار" کہ رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں جہنمی ہیں۔ اس فرمان میں غور طلب بات یہ ہے کہ رشوت دینے والا پہلے جہنمی ہے اور لینے والا بعد میں جہنمی ہے۔ سوال یہ ہے کہ رشوت دینے والا رشوت کیوں دیتا ہے اسکی صرف دو وجوہات ہیں غلط کام یا جلدی کام جو بے صبری بھی ہے معاشرہ غلط کام کا داعیہ چھوڑ دے اور تاخیری حربوں کا جرأت اور صبر سے مقابلہ شروع کر دے تو رشوت بتدریج ختم ہو جائیگی۔

ہم بات کر رہے تھے منتخب نمائندوں اور سرکاری مشینری کی چشمک کی اور فریقین کے لئے عدم احترام کی۔ ہر سرکاری افسر خود سر نہیں اور نہ ہی منتخب نمائندہ عوام بد تمیز ہوتا ہے۔ مگر عملاً ایسا دیکھنے میں آیا ہے کہ منتخب یا سیاسی حکومت کے نامزد افراد کا رویہ سرکاری افسران کے لیے خوشگوار نہیں ہوتا۔ مثلاً ایک تقریب میں ایک بہت ہی بھلے کمشنر صاحب، ڈپٹی کمشنر اور ایس ایس پی صاحبان سٹیج پر بیٹھے تھے معززین علاقہ بھی اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھے کمشنر صاحب کی تعمیری باتیں بڑے انہماک سے سن رہے تھے کہ حکمران سیاسی جماعت کے کارکنان کا ایک ٹولہ آیا۔ سامنے کی تمام کرسیاں پُر تھیں۔ تاخیر سے آنے کے سبب مجبوراً سب کو پیچھے بیٹھنا پڑا۔ ان میں سے حکومت کے کسی کمیٹی میں نامزد نوجوان بڑی بد تمیزی سے سٹیج پر چڑھے اور بغیر کسی تمہید کے کسی کو مخاطب کئے بغیر اس بات پر سیخ پا ہوئے کہ ہمارے احترام میں سامنے کی کرسیاں خالی کیوں نہ چھوڑی گئیں۔ کمشنر صاحب اور انکی ٹیم کا حوصلہ کہ خندہ پیشانی سے سہہ گئے۔

ہم نے بارہا دیکھا کہ ڈپٹی کمشنر کی میٹنگ میں یا کسی دیگر کام میں کسی شخص کے ساتھ مصروف ہیں اور منتخب نمائندے، محض منتخب ہونے کی بنیاد پر ہر اخلاق سے عاری دندناتے دروازہ کھول کر اندر چلے گئے اور اپنی بات سنانے پر مصر رہے۔ یوں حکومتی کام نہیں چلا کرتے۔ ہر کام کا قرینہ ہے، سلیقہ ہے۔ مثلاً کیا چیف ایگزیکٹو صاحب یا نچلی سطح تک انتقال اقتدار کے خالق جنرل نقوی صاحب یہ برداشت کرلیں گے۔ کہ وہ اپنے دفتر میں، دفتری ڈاک انہماک سے دستخط کر رہے ہوں، کسی ملاقاتی سے یا کسی ماتحت سے اہم امور پر تبادلہ خیالات کر رہے ہوں اور نچلی سطح کے اقتدار کا نمائندہ دروازہ کھول کر بے تکلفی سے اندر داخل ہو کر اپنی رام کہانی سنانا شروع کر دے۔

ضلع کی سطح کے گورنر اور ڈپٹی کمشنر یا ایس ایس پی حضرات کا ہر وقت ہر جگہ بھائی چارہ ممکن نہیں اکثر امور پر اختلاف رائے ہونا عین فطری امر ہے اور ماضی میں یہ صورت حال ہر باشعور کے علم میں ہے کہ منتخب نمائندے پٹواری اور سپاہی سے لے کر ڈپٹی کمشنر اور ایس پی حضرات کے تبادلوں پر مصر رہے اور جب من پسند افسران نے بھی ایک آدھ بات نہ مانی تو پھر اس کے تبادلے کی کوشش شروع ہو گئی۔ آپ لاکھ ضابطے وضع کریں کہ کام

عمد گی سے چلتا رہے مگر ضابطوں پر عمل کرنے والوں کی تربیت کا فقدان ہر سطح پر ہوگا۔ سرکاری سطح کے ہر افسر کو اعلیٰ تعلیم کے بعد لمبے تربیتی عمل سے گزرنا ہوتا ہے۔ جبکہ دوسرا بازو اکثر اوقات اعلیٰ تعلیم اور انتظامی تربیت کے بغیر صرف منتخب ہوتا ہے علم و تربیت کی یہ اونچ نیچ ہر سطح پر گل کھلائے گی۔ اور اس نئے اقتدار کا سورج بھی بنیادی جمہوریتوں کے غروب سورج کے ساتھ جا ملے گا کہ یہ بھی عین فطری عمل ہوگا۔

موجودہ مجوزہ نظام کے خالق یقیناً اس بات پر اصرار کریں گے کہ دیہی سطح تک کے منتقلی اقتدار کا منصوبہ اپنی قومی سوچ ہے اور اس میں عورتوں کی "معقول نمائندگی" بھی اپنی شرعی سوچ ہے۔ مگر اکثر باشعور اس بات سے اتفاق نہیں کرتے کہ اس سے وطن عزیز میں نچلی سطح تک Confrontation کے سبب فساد اور بے اطمینانی پھیلے گی۔ ان کی سوچ یہ ہے کہ یہ منصوبہ NGOs کی پشت پناہ نادیدہ قوت کا ہے جسے NGO مافیا نے بڑے شوگر کوٹڈ سلیقے سے فوج کے منہ میں ڈالا ہے کہ اسے ملک میں پیدا ہونے والی متوقع کشمکش کی فضا بکیریڑیا کی طرح راس آتی ہے کیوں کہ عوام اپنی بے چینی میں الجھ کر ان کے کرتوتوں سے بے خبر رہتے ہیں۔ اور اس مافیا کو مزید پاؤں پھیلانے کا موقع مل جاتا ہے۔

ہم دوسری رائے رکھنے والوں کے ساتھ ہیں کہ ان کی سوچ مثبت ہے اور ہمارے پاس NGO مافیا کے حقیقی سرپرستوں کے اس منصوبہ کے خدوخال سے آگاہی ہے۔ آپ بھی اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ماضی، حال اور مستقبل کو مذکورہ منصوبہ کے خدوخال کے آئینے میں دیکھ لیجیئے۔ یوں آپ NGO مافیا کے سرپرستوں سے بھی متعارف ہو جائیں گے۔

* "ہر ملک مختلف مدارج سے گزرتا ہے، پہلے مرحلے میں عوام اِدھر اُدھر بھٹکتے پھرتے ہیں۔ جیسے سر پھرے فاترالعقل لوگ، دوسرا دور (مرحلہ) شعلہ بیان فتنہ انگیز لیڈروں کا ہوتا ہے جس سے ملک میں انتشار پھیلتا ہے جس کے سبب (تیسرے مرحلہ میں) خود سر مطلق العنان حکومت تشکیل پاتی ہے جو نہ تو قانون کی حکمرانی ہوتی ہے نہ ہی صاف ستھرے نکھرے ضوابط کی حامل یوں یہ شعوری آمرانہ حکومت ہوتی ہے جو زیادہ طویل عرصے تک نہیں چلتی مگر دراصل یہ نادیدہ قوتوں کے ہاتھ میں ہوتی ہے جو کسی کو نظر نہیں آتیں اور جو پس پردہ رہ کر ہر بات دیکھتے ہیں۔ پس پردہ رہ کر اپنے ہر طرح کے ایجنٹوں کی کارکردگی پر نظر رکھتے ہیں اور رد و بدل کرتے ہیں جو نقصان دینے کی بجائے نادیدہ قوت کی تقویت اور بقا کا سبب بنتا ہے۔ مقام شکر ہے کہ لمبی مدت تک خدمات کے اعتراف، معاوضے کے سبب یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچتا ہے" (Protocol-411)*

* "وہ کون ہے اور کیا ہے جو نادیدہ قوت پر قابض ہو سکتا ہے؟ بالیقین یہی ہماری قوت ہے۔ جمہوریت کے کارندے ہمارے لئے پردہ کا کام دیتے ہیں جس کے پیچھے رہ کر ہم مقاصد حاصل کرتے ہیں۔ منصوبہ عمل ہمارا تیار کردہ ہوتا ہے مگر اس کے اسرار و رموز ہمیشہ عوام کی آنکھوں سے اوجھل رہتے ہیں۔" * Protocol.412

NGO مافیا جس کے مکروہ وجود پر ہر باشعور پاکستانی سراپا احتجاج ہے اور جو اس قدر مؤثر اور فعال ہے کہ اس پر نہ منتخب حکومت ہاتھ ڈال سکتی ہے اور نہ ہی محب وطن فوجی سربراہ کا حقیقی چہرہ اور اس کے حقیقی سرپرستوں کا تعارف مذکورہ اقتباسات میں اس قدر واضح ہے کہ کوئی الجھن پیدا ہی نہیں ہوتی۔ یہ مافیا ہر دوسرے مافیا کا بھائی بند بھی ہے کہ اوپر والے سرپرست ایک ہیں جنہوں نے مختلف شعبہ ہائے حیات کے لئے الگ الگ بے ضمیر خرید رکھے ہیں مگر پرائے ٹولہ کے سربراہ دوسرے ہم سفر سے بخوبی واقف ہے۔ یوں ان کا Network ہر حکومت کے نیٹ ورک پر حاوی رہتا ہے۔

ہم ماضی کے تجربات کی بنیاد پر محب وطن چیف ایگزیکٹو سے بعد احترام یہ عرض کریں گے کہ چھوٹی سطح تک منتقلی اقتدار کے سبز باغ میں دودھ کی بہنے والی نہروں کے تصور سے نکل کر حقائق کی دنیا میں آئیں۔ ملک میں ہر شعبہ حیات کے اندر ٹیلنٹ فراواں ہے۔ اس تک رسائی حاصل کریں اچھے لوگوں کو اپنے کان اور اپنی آنکھیں بنائیں۔ رہا یہ NGO مافیا تو اس کی نوعیت بڑی سادگی سے ایک بزرگ نے یوں بیان فرمائی تھی: "کاغذ دی بیڑی ملاح کبوتر اوس بُڑ وَنیا اوس اڈونیا"

غیر ملکی امداد پر ملک میں پاؤں پھیلانے والے اس مافیا کی حیثیت کاغذ کی کشتی پر کبوتر کے ملاح کی سی ہے کہ اسے کشتی ڈوبنے کا غم نہیں کیونکہ وہ اڑ جائیگا۔ گزشتہ باون سالوں میں اسلامی جمہوریہ کے عوام کتنی بار ڈولتی کشتی کے اڑتے کبوتر دیکھ چکے ہیں جو لندن امریکہ فرانس میں ہیں۔

اجلاس وفاق المدارس الاحرار

وفاق المدارس الاحرار پاکستان کے زیر انتظام سرگرم تیس دینی مدارس کے مہتمم، منتظمین اور مدرسین کا اہم اجلاس ۳۱۔ اگست ۲۰۰۰ء بروز جمعرات صبح دس بجے دارِ بنی ھاشم ملتان میں ابن شریعت حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتھم (مدیر وفاق المدارس الاحرار/امیر مجلس احرار اسلام پاکستان) کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں مدارس کے انتظام و انصرام، نصابِ تعلیم، نظامِ امتحانات، اساتذہ کے تربیتی کورس، طلباء کی فکری و نظریاتی تربیت اور مالی مسائل کے حل جیسے اہم عنوانات پر غور و خوض ہوا۔ اور اہم فیصلے کئے گئے۔ شرکاء اجلاس نے اتفاق کیا کہ ان فیصلوں پر حتی الوسع عمل کرنے کی کوشش کی جائے گی (انشاء اللہ) (ناظم وفاق)

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

۲۸ ستمبر 2000ء بروز جمعرات بعد نماز عشاء پیر طریقت حضرت مولانا سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتھم (خلیفہ مجاز حضرت شاہ عبدالعزیز رائے پوری قدس سرہ) حضرت کے تمام متوسلین ماہانہ مجلس ذکر میں شریک ہو کر روحانی سکون حاصل کریں اور حضرت کے اصلاحی بیان سے مستفید ہوں۔

نوٹ: ہر شمسی مہینہ کی آخری جمعرات بعد نماز عشاء دارِ بنی ھاشم میں مجلس ذکر منعقد ہوتی ہے۔

المعلن۔ ناظم مدرسہ معمورہ ملتان فون 061-511961